



# نوبار

نوبار ہند پر دل سے مرا آیا ہوا  
آنکھ سے دیکھوں نہ یا رنج لگایا

مصنفہ

جناب مرزا محمد مادی صاحب زادہ مولف اشراق و مصنف

بعض رسائل علمی و ترجمہ کتب افلاطون و دیگر جناب آج کل کی

باہتمام

منشی سید محمد علی حسن عقیل مالک نوبار لکھنؤ۔

سنی ۱۲۸۵ء

انور علی لکھنؤ گنج میں چھپی



M.A. LIBRARY, A.M.U.



U49182

بخدمت جناب بلاغت مآب فصاحت انساب صاحب مکارم و معالی  
حضرت اوستاد می و مکرمی جناب مرزا محمد جعفر صاحب اوج مظلہ العالی  
باعترا ف کمال و عظمت مہاظہار احسان و عقیدت یہ نظم محقر  
و مختصر یہ کیجاتی ہے  
گر قبول امت زہے عز و شرف

العبد  
مرزا محمد ہادی مرزا  
مولف



باغبانِ قدرت کے فیض سے ہر سال بہار آتی ہے، آسمان نیارنگ  
 بدلتا ہے زمین نئے گل کھلاتی ہے، اودھر سقنیل پر رنگ آمیزیان  
 ہوئیں اور ہر فنِ زمر دین پر گل ریزیان ہوئیں، بادل گرجنے لگا کوئندہ  
 چکنے لگا، سبزہ لپکنے لگا، بیلا چکنے لگا، پھر کیا ہے ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے  
 نخل جھوم رہے پتے ہل رہے ہیں، طرح طرح کی بلیں دیوار چمین پر  
 پھیل گئی ہیں، رنگ رنگ کے پھول کھل رہے ہیں۔

ماشاء اللہ! ہندوستان کی سرزمینِ مین وہ قابلیتِ خدا داد ہے  
 جس کا ایک جہان مائل ہوا۔ یہاں کی طینت مین وہ استعداد ہے جس کا کرنا  
 قائل ہوا، انواع و اقسام کے میوے اور رنگارنگ پھولوں کی بے شمار  
 مین بند ہو کر بیان کی ہوا، لکھائے آتے ہیں، باغون مین (دوشیہ)

لگائے جاتے ہیں یہیں اکہڑے پہوٹتے ہیں یہیں پتے نکلتے ہیں یہیں پتے  
ہیں پھلتے ہیں -

اختلاف آب و ہوا سے اگرچہ تفاوت ہو تو سب جگہ ہر ملک اور ہر جگہ کا خاتمہ جدا  
جدا ہے، درخت ایک طرف، چمن انگریزی باجو یا رومیم اور پیا نوسا  
سمندر کے کنارے یہاں آئے مگر وہاں ہنگہ ہوا گئے لئے مخصوص تھے دہلی سے  
ہمراہ نہ لائے، انگریز کو مل بل نہیں ان کی گت پر بچایا اور ہندوستانیوں کو  
بہرہ ور بن کی قانون سے بچایا -

ان سب کو جانے دو انسان صاحبِ عقل کے بنائے کچھ نہیں بنتی جب سرد  
ملکوں کے رہنے والے گرم ملکوں میں آگئے گورے گورے گال سونلا گئے۔  
مانا کہ یہ قدرتی اسور ہیں انہیں سب مجبور ہیں ہمنے ارادوں اور دلوں کو بہت  
دیکھا حسینان لندن کو مسمی لگاتے اور پیسہ می ملتے دیکھا -

بھر رنگ طبیعت کا بنا طور ہو جاتا ہے، لب و لہجہ کا انداز بات چیت کا قریز  
اور سے اور ہو جاتا ہے۔ خاص لندن کے رہنے والوں کی کتابیں دیکھیں  
ہندوستان زا انگریزوں کی باتیں سنیں بڑا تفاوت پایا زمین آسمان کا فرق  
نظر آیا - زبان اور محاورہ جسکا ذکر یہاں مظلوم ہے اور سکا ہمیشہ سے بھلی سلیب  
ہے۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ جب کوئی نیا لفظ ہماری زبان پر آیا گویا ہماری زبان  
میں خلل ہوا ہمارے محاورہ میں شال ہوا - البتہ اسکو رواج کے لئے مروڑا  
یام درکار ہے اور میں کسی کا کیا اختیار ہے -

ہم کو یہاں اس سے بھی سروکار نہیں کہ زبان امر خدا واد ہے یا حضرت انسان کا

ابھاد ہے ان بکھیروں میں پڑنا جتنی لوگوں کا کام ہے اسی سے تو منطق بننا تو  
 غلطوئے میں پھرنے سے بچنا انکا لاپتہ سید ہی سی بات یہ ہے کہ وہی ایک لاش  
 سب کا بنانے والا ہے۔

ہمارے ملک کے بعض شاعر چاہتے ہیں کہ انگریزی ٹیکل کا مذاق اپنے  
 کلام میں لائیں مگر نہیں آتا اور بعض انکے برخلاف چاہتے ہیں کہ نہ آوے  
 اور آجائے۔ زمانہ کہتا ہے دونوں کی سعی بے سود دونوں کی کوشش  
 نامحسوس۔ میرا رنگ سب سے نرالا ہے وہی ہو گا جو ہونا والا ہے۔ شاعر ہر شے  
 سے نیرنگ عالم کے تماشائی ہیں اور نئے خیالات کے سوداچی ہیں انکی طبیعت  
 انقلاب کا اثر غرض سے دور ہے پھر اس قدر جلد و جہد کیا ضرور ہے جب کوئی  
 دور بدل جاتا ہے اس کے مزاج کا طور بدل جاتا ہے۔

انصاف زمانی کے قول کی تائید کرتا ہے اور اور تصنع کی تردید کرتا ہے۔  
 ایک صاحب فرماتے ہیں نئے ہر روز ایک نئے سانچے میں ڈھل جاؤ جب  
 زمانہ بدلے تم بھی بدل جاؤ۔ زمانہ کہتا ہے دیر آید درست آید میں خود اپنی راہ  
 پر لگا لیتا ہوں جیسا جسکو چاہتا ہوں بنالیتا ہوں۔ یہ چند آیات اوس  
 اجمال کی تفصیل اور اوس دعویٰ کی دلیل ہیں پیش کیے جاتے ہیں جس کا  
 یہاں مذکور ہے ایک معمولی واقعہ کے مشاہدہ سے جو تصورات پیدا ہوئے  
 اونکا اظہار منظور ہے رنگینی طبیعت نے تو مجھ پر کاسمان دکھا دیا ہے  
 صفحہ قرطاس کو چھستان بنا دیا ہے۔

الحمد للہ کہ میں نے پایہ سخن کو مرکز نقل سے نگرایا اور ہمالہ پھاڑ سے اونچا کوئی

کتابخانه  
مکتبہ  
مکتبہ

پھاڑ نہ بنایا۔ طبع سلیم نے جاوہ اعتدال سے ایک قدم آگے نہ بڑھانے دیا  
ذوق صحیح نے کوئی لفظ غیر مانوس بندش میں نہ لانے دیا نہ روم کے دیوین  
اوڑا سے نہ اٹلی کو کوئین جہکاسے۔ نہ انگلستان کی فصد کوہلی۔ نہ فرس  
کے جگر پر نشتر لگایا۔ نہ یورپ کی شاعری کو بگاڑا نہ اپنے طرز سخن کو بنایا۔  
باین ہر مغربی اور مشرقی تعلیم کا اثر اس نظم سے ہوتا ہے۔ مضامین کی  
تازگی اور ہتھکڑی کی جدت اسے پیدا ہے مختصر یہ ہے کہ اہل نظر کے لئے  
ایک گلدستہ بنا کر لایا ہوں گل فرنگ کو موتے کے عطر میں بسا کر لایا ہوں۔  
یہ چند باتیں جو بیان لکھی گئیں ہیں صرف ادعا ہے شاعرانہ ہے نہ کسی سے بگاڑنا  
نہ کیسکو بنالہے یہ بھی ایک طرز ہے جسکی ہماری مشرقی شاعری نے پہل جاری تھی  
ہے ہمارے متقدّمین نے ہمیں نصحت دی ہے۔ حاشا اللہ کسی سے بگاڑ  
منظور نہیں چہرہ چہاڑ منظور نہیں۔

لہ و لہ

جتنا ہوں اور جیسا ہوں خود جان لینگے لوگ  
جو ہر کو کیوں میں عرض کروں کیف کیم کے ساتھ

مرزا محمد مادی عفی عنہ  
تخلص مرزا

لکھنؤ  
اکتوبر ۱۸۶۷ء



## نوبھار

جہاں طرف دیکھا ہوا دوسرا لہجہ ہی القاد ہے  
صفحہ گلزار پر جو پہول ہے مقبول ہے  
ایسے کاتب کا اثر کی جہولیاں بھڑک رہی ہوں  
لطیفہ بندش دیکھو بستہ میں ہے باغ و بھار

طفل غنچہ کی تہن میں آج بسم اللہ ہے  
درس میں حکمت کی مرغ بوستان شہزاد ہے  
کہدہ ملاؤ گلستا کا سبق ہوا بے غفل  
واکھیا دلچسپ مضمون صنم کر دگار

بھڑکنا میں ہمارا گلزار آئینہ کو ہے  
بلبلوں میں جھپک کر دہ دینا سے گئی  
حاسدوں کو دل سے نکلی آہ جگر رینگے  
یک بیک مٹ بھڑکی ٹھنڈی ہوائے لگی  
اوچھل میں چشم فرس کا جھپکنا دیکھئے  
تہ جگر کو دہو گیا گرد و دھرت لیگیا  
خار خس کا ذکر بلبل کے نشین میں نہیں  
دھوپ کی سی نام بھی اب ہو چکا آئینہ پائے  
اور چڑھائے آگے سوئی کا ورق بھل پر  
صید پر بلبل کو بخش گوی صیاد سے  
باغ میں گلچیں کے آنے کی سناہی ہوئی  
صحہ گلشن میں مری سونج مری کہہ نہیں  
چاندنی کو پھول میں گلزار میں شبنم تو ہے

مژدہ بادامی مرغ نالان بھڑکنا کو ہے  
یون خزان افسرہ ہو بلبل کا بھڑکائی  
برگ پر مڑوہ کہنا فسوس ملکر رینگے  
ہر طرف سے جہوم کر کالی گہٹا آنے لگی  
برق کا ابرسیہ میں وہ چمکنا دیکھئے  
آب باران دو گلشن کی نحوست لیگیا  
نام کو گرد و غبار اب صحہ گلشن میں نہیں  
ابر یہ کہتا ہو کوئی پھول کہ ہلاؤ نہ پائے  
خیر آئے بھی تو قرب شام یا وقت سحر  
باغبان ڈر لگا مظلوم کی فریاد سے  
شال حال دے سکے تائید الہی ہو گئی  
باغبان کہتا ہے گرسوچ نہ لکھ نہیں  
لہجہ ہتھاپنا ہی تو ہو جگنو تو ہے

بید مجنون بھی انا میلی کا دم بھرنے لگا  
 کیوں اوسے بیگانہ کہنے جس پہل کو چاہے  
 ابرو ریا بارنے گلبن کو تھامے ہر دم سے  
 باغ میں کالی گبٹا نے آگے جہاں جہاں وہی  
 پہل کر لیکر جو کم مالنیں پچھنے لگیں  
 پوربی وہ روز مری اور وہ اونکی پہر تیار  
 کالی کالی دلشیں مکھڑے پہل کھانی ہوئی  
 جیہی رنگت و شہ مانی ہے کن کن کی نمک

عشق بیان پر اگر سہل ہے تو کہنے لگا  
 نعت خواہید نصیب و نہ خواہید بے  
 ساقی قیامت نہ ہی ست پیالے ہر دم سے  
 کھل گئے گلہا کی رنگارنگ سونے ساوئی  
 حسن کے جلوہ سے سر ہو جلیاں سر دھنیں  
 سب سے پہلے او کو وہ نہ بٹکا اور وہ وہی کرتا  
 کہ کئی شوخ تو بے جا ہستی سے اترا ہی ہوئی  
 صبح کو دیکھ تو سنا سو سنا خوشید نمک

واقعی کیا راحت افزای مضامرات کی  
 نسوان فی بند کے تو کم کا بدلا ہو رنگ  
 لیہ کہتا ہے کہ چکر سر گلشن کیجئے

شاعری کی جہاں ڈھنڈی ہوا بیات کی  
 آج کل کچھ رنگ لانی ہو طبیعت کی رنگ  
 بلبیل و کتاب سے کہ بچت شیون کیجئے

جسم کراہی ناتوانی مان سہیلنے دی مجھے  
 بلکن کا ماجرا زیب قسم کرتا ہوں میں  
 بھلائی فکر نگین گو نہ لاپھوٹوں کے ہار  
 زہت ہوئی سن تو گل جہان بھول جا  
 ہرے و نقش ہی نقش نگار برنگال  
 فوجا ہر بند ہر دل سے مرا آیا ہوا

تاد گلشن غزل خان آج پلنے دی مجھے  
 صفحہ قرطاس کی رنگ لانی کرتا ہوں میں  
 مرجہای شاد و شمعون و کہا اپنا سنگار  
 زمزمی وہ ہوں کہ بلبیل بھی چکاتا ہو تیار  
 میری نگہ موٹے کوئی دیکھے بھار کمال  
 آنکھ سے دیکھوں نہ اب بھول جائیو

ایک دن پچھلے پھر سے آنکھ میری کھل گئی  
 کیا کہوں اوسوقت کا عالم کہ کیا عالم تھا وہ  
 اک طرف گلبن پہ تھوڑے سحر لغزہ سرا  
 بسکہ تھی پیش نظر صفت خداے ذوالجلال  
 رنر یکیش بھی مطیع حکم ندان ہو گیا  
 سرگرائی سے گردان پائیلرلو شہتانه تھا  
 باعث تکلیف تھا یوں نیند کا اوس دم خمار  
 کاہلی کہتی تھی اک نیند اور ابھی لے لیے  
 صبحی ہے ہر چیز کی آخر کھانتک سوئے گا  
 اکے مازین ادا فرض عبادت ہو چکا  
 بستر غفلت سا وٹہ فافل خدا کی واسطے  
 صحن گلشن کی طرف تو دیکھا جتنے پلیرین  
 مسجد نہیں لغزہ اللہ اکبر کی ہے دہوم

نالہ مرغ سحر سے آنکھ میری کھل گئی  
 ابتدا برسات کی تھی اک نیا عالم تھا وہ  
 اک طرف مسجد آتی تھی موزن کی صدا  
 کونسل دل میں تھا اوسوقت طاعن کا خیال  
 پڑیکے دور کعت نماز آخر سلمان ہو گیا  
 کروٹیں بستر پہ لیتا تھا گلرلو شہتانه تھا  
 جس طرح اعضا شکوہ نشہ می کا اوتار  
 عقل سمجھاتی تھی اوٹھ کر کھانا کیجے  
 آج یوں سویا توکل پھر ہاتھ ملکر روکا  
 دیکھ تو سوی فلک قت فضیلت ہو چکا  
 ہاتھ اوٹھا اسی مدی اب تو دعا کی واسطے  
 اوٹھیکے کھلی لائے شغل ذکر خیر میں  
 غیرت اسلام ہو چکا بھی تو اوٹھ کر نفس مضم

کچھ عجیب اقع ہوا ہی آدمی کا بھی مزاج  
 بس لو نہیں خلقی مرض کا بھی مارا چاہا تو  
 چار دن بھی دل پگر انسان سخی جو پل جا کے  
 یہ اگر قابو میں آجای تو پھر کیا بات ہے

ہر مرض کا اہل حکمت خند کر تو ہیں علاج  
 نفس را رہ میں جو آئے نگہ نا چاہئے  
 پھر کہاں جاتا رہ اس دیکو قابو میں لا  
 اور جو قابو اسکا چل جاو تو بازی مانت

آتش آب ہوا و خاک میں سب سویند  
ورنہ یہ چاروں حقیقت میں ہو سکا  
آگ کو قابو میں کر آجای یہ ایندھن بنے  
سخت بر گشتہ جو ناگہ بر سر پدا ہو  
آب کو دیکھو کہ انا کو ڈوب دیتا ہے یہ

دام میں تدبیر کے انسان کری اگر انکو بن  
قتل میں انسان کے چالاک میں تیاک میں  
خاک تھی میں ملا دے اور خود مدفن بنے  
ایک جہو کے میں جا کو آدمی برباد ہو  
گو ہر عزیز اکرم میں کہو دیتا ہے یہ

الغرض تباہی غیبی نے کیا مجھ نیا ز  
صدق لڑو میں اوٹھا کار کو کے واسطے  
جبک گیا جسم تسلیم قبلہ کی طرف  
بعدیت جبکہ بندہ صرف طاعت ہو گیا  
عاجزی نے سہجہ کا کیا کبریا کے سامنے  
عجز کے صدقے مجھے سجدی ہمال گردیا  
عجب اک بات بھی کرنے نہ دیتا تھا مجھے  
وہ طبع نے طول کو پہنچا پھر نہیں کچھ کی حد  
خواہش دل نے کہا دولت بھی ہو دنیا بھی ہو  
لنا فی بحق عطا کر صحت اہل و عیال  
شامل ارباب جنت کمر سے مان باپ کو  
دوستوں کو میرے اسی مالک اکم کوئی نہ ہو  
یا الھی تو مجھے قید مصیبت سے چھڑا

اور توفیق الہی نے پہچانی جانساز  
ابر حیرت لڑو پانی وضو کے واسطے  
بولی نیت گرفتہ قبول افتد رب غفور شرم  
چار سجد و نین او افرض عبادت ہو گیا  
آرزو نے ہاتھ پھیلائی خدا کے سامنے  
فقیر بر قربان مجھے جس در کا سائل کر دیا  
فضل نے اوسکے کہا جو مانگنا ہو مانگ لے  
حرص نے وہ پاؤں پہلائے کہ اللہ اللہ  
بولانا اندیشہ کہ سب کچھ ہو مگر عیسا بھی ہو  
رازق عطا کر وسعت رزق حلال  
خلعت غفران عنایت کمری مان باپ کو  
جز غم آل پیر اور غم سم کوئی نہ ہو  
یا خدا تو اپنے بندوں کی اطاعت سے چھڑا

کون اس سرکار سے کسوقت کیلانا نہیں  
سایہ طلبی ملے اور حور کا پھلو ملے  
جو کہ تیری شان کے لائق ہو وہ تو مجھے  
نے محمود فرخ کی پروا و نہجست کی تلاش  
تیرے مسائل کو نہ کہہ دولت نہ دنیا چاہئے  
بندہ و مولا میں جسم ہر جہاں راز و نیاز

تو اوسے دیتا ہے بسکوا گنا آتا نہیں  
میری ہمت تو کھٹا پڑا ہر الہی تو ملے  
بس تو دیکھو کہ اکدم بھی نہ ہو لو نہیں تجھے  
تیرے بندیکو فقط بتیری قربت کی تلاش  
جسکا مالک ہو غنی ایسا تو کیا چاہئے  
بولا اطمینان دل مقبول بتیری نماز

مختصر سا اک چمن تھا میرے بستر کے قرین  
اوٹھکے تجمادیسے پہنچے جانب گلزار ہم  
کا کل شب کی سیاہی دور ہوتی جاتی تھی  
گل ہوئی شمع قمر ہنڈی ہوا چلنے لگی  
یہ سمان دیکھا تو بولا انقلاب روزگار  
دیکھنا اب کوئی دم میں اختتام شب ہوا  
نور ظلمت سے یہ کہتا تھا کہ اپنی راہ لے  
روزِ روشن ہو گیا تھا سنکے پڑتی تھی ہوا  
مہرِ عالم تاب کے قطروں میں صنوبر پیدا ہوئی  
آسمان پر صاف رنگِ رخسار پھر گیا  
کیا کہوں کیا لطف تھی تھی مجھے سنکے چہری  
ہنسکے بوندیں سبز شاخوں سے پھٹتے دیکھ کر

مردِ یوسف سے تھوڑے دور تھا خلیدِ برین  
طاعت حق کے صلے میں مل گیا باغِ ارم  
مشکِ فیض صبح سے کافور ہوتی جاتی تھی  
چونک کر زگرے شبلی انکھڑیاں ملنے لگی  
کوئی دم ملکہ جلا ہو جائیگے لیلِ نہار  
پھر نہ کہنا صبح کیونکر ہوگی دن کب ہوا  
اور جو رہنا ہو تو رہ گلبن کی شاخوں کی تلے  
یہ اگلے پونے کہی جاتی تھی سنہر کی بھسا  
آتشِ گلِ اسقدر بڑھتی کہ لو پیدا ہوئی  
صفو گلزار پر سونے کا پانی پھر گیا  
تارِ باش کا تسلسل تھا کہ سوتی کی لڑی  
جوہری کہدیں زمر و ہوی پیدا کر

دل یہ کہتا تھا بھرا لالہ احمد تو دیکھ  
وہ زر گل وہ ہوا وہ ابرو وہ نور  
وہ شفق میں جلوہ خورشید خاور دیکھنا  
نہی نہ گلشن میں فقط یہ کیسیا کی سی نمود  
زندگی کا لطف تھا اوس دم ہوا ی باغین

واہ کیا صنعت ہی پائین زراغ تو دیکھ  
دیکھ کر دل نے کہا پردہ میں ہے گھر  
مشغول ہے چرخ پر کہہ رہا ہے احمد دیکھنا  
فرش سے آغوش تھی اک بیباکی سی نمود  
ہم بھی تجویر تھی تیر ہی لگا ی باغین

متصل و سب نکلے تھا مدرسہ کار گذر  
دیکھتا کیا ہوں کہ لڑکے میں سکو کیوں  
بالے بہو لڑکی تو جہ سے دبستا نکیطون  
کہنچی تھی بھلی اسی سکتب کلائی سن نہیں  
چہوڑی ہوئی قد یہ کہتے تھے ہمیں بڑھو تو دو  
رحم نرمی کی سفاقت کرتا ہے و ستاد سے  
اپنا جلوہ اسی عرویں علم دکھلا د انھیں  
دہریوں کے دام میں لانا نہ ای فطرت انہیں  
یا خدا پچھلا سبق انکو پڑھا د یہ ادیب  
تیر سنجی تیر کا لاسنہ کہیں کا فور ہو  
قابلیت میں کوئی اچھا کوئی خلف ہو  
کچھ سوار آئی تھے اکثر اہل دولت کے پسر  
کوئی کبھی پر سوار او کوئی یا پور سوار

اتفاقاً اوسطن بھی جا پڑی اپنی نظر  
دل یہ بول رہا کہ دیکھ کن پوہا رتھا  
پھر گیا بہو لون کا رخ گویا خیا با تائید  
مصاحبت چلا رہی تھی کہیلے کو نہیں  
اور زمانہ کا اشارہ تھا انھیں چھو تو دو  
عقل کہتی ہو چا نا جمل کی میدا سے  
عاشق نہیں اپنے اسی تحقیق لکھو تو ڈالیں  
قید مذہب و کاغذی نہای حکمت انہیں  
با ادب ہی بانصیب و بڑا دیکھ لے سب  
بید لی اللہ تو انکے دلون سے دور ہو  
خوب صورت تھا کوئی اونہیں کوئی بیگناہ  
ساتھ لائے تھو وہ اسباب تنم مختصر  
ساتھ انکے درمیان ہے ملازمین چا

حاصل ان اور آب خاصہ تھا کیونکہ اس  
 جلوہ گرشان امیری خلعت زرتار سے  
 کوئی آیا تھا کھانی بایک جاہ و چشم  
 پہلہ کیلے وجہ تھی خیر فدا مان باب کی  
 خالی ہاتھ آئی تھے کتب محرم کی پائی نہ تھی  
 شوق پڑھنے کا تو تھا تقدیر گواچی نہ تھی  
 کہتی تھی اسلئے نہیں چشم حقارت سے نہ دیکھ  
 اکثر انہیں ولایت علم و ہنر لچائیں گے  
 کیا عجب ہوں باغ عالم میں یہ چوہ ہونہار  
 بیکسی پراوٹگی ای نادان نہ جاننا چاہئے  
 بھمنے دیکھا ہے بستی شہر اکثر اس گئے  
 ان غریبوں میں بہت وصاحب قبال ہیں  
 دیکھنا اوج شرف پر جلوہ گر ہو جائینگے  
 ان غریبوں میں کوئی نقاد علم و فن نہ ہو  
 دیکھنا اللہ کی نورہ نوازی دیکھنا  
 سر حکمت جو خفی ہے وہ جلی ہو جائے گا  
 ایک دن یہ صاحب علم و عمل ہو جائیں گے  
 کیا عجب ہیں مجدد و مامق کوئی ہو  
 جو ہر فن سخن شاید کیسے پاس ہو

دھڑلہ جاتی تھی خادم پالکی کو ساتھ ساتھ  
 بلکہ ادھکی طرز سے رفتار کو گفتار سے  
 کوئی مانسے کر کے نہ لایا تھا کچھ دامن درم  
 گھر سے لیکر ساتھ آئی تھی دعا مان باب کی  
 باب کو کر تھا کہیں تنخواہ بھی پائی نہ تھی  
 بہ سبکی تھیں سب کتابیں با حق سہری تھی  
 در کچھ بھی تیرے دلیں ہو تو تھوٹے دیکھ  
 گھر سے بھوکا آئیں ہر سیر ہو کر جائیں گے  
 دھو چکا ہوا بر حمت گرد و ظفت بار بار  
 رحمت حق کے لہو آخچھا ناچا ہے  
 بھمنے دیکھا ہے بستی سیکر لکھ بھس گئے  
 نقد متعدد ہے قبضہ میں مالا مال ہیں  
 یہ سنا کر ایک دن شمس و قمر ہو جائینگے  
 بول علی سنا ہوا انہیں کوئی سیکر نہ ہو  
 انہیں سے نکالے گا کوئی فتح رازی دیکھنا  
 انہیں سے پیدا کوئی باطنی ہو جا گا  
 سیکر و نکل مسائل ان سے حل ہو جائینگے  
 شاید علامہ ہوں یا محقق کوئی ہو  
 ملک و دان کیا خبر ہو انہیں کا لکھنا

رو کی نہیں نمودیکو کوئی چاسر نمود  
کیا کوئی بھی صاحب علم فوکانین نہیں  
دیکھنا اللہ کی قدرت یہ کیا ہو جائینگے  
کیا تعجب قوم کے حامی یا ورنہ نہیں  
مان کا ارمان باپ کی حسرت کو کون تھوڑے  
سکے یاسید کی باتیں جو دل میں بڑھا  
تا درکت مجھ کو ذوق تماشا لے گیا  
پہرہ میں عالم پہنچا اور لدن تک گیا

ان پہنے کیونین فروری نہ ہو مرنہو  
کیا خبر تھو معلوم تیسرا نہیں  
چار دین ملک کو حاجت روا ہو جائینگے  
کیا عجیب بے وقوفی کشتی کے لنگر نہیں  
بلکہ ساری قوم کی عزت ہے انکی ساتھ تھو  
سلسلہ میرے قصو کا بھلی فنکے ساتھ تھو  
بلکہ اس بھی کچھ آگے اور سودا لے گیا  
تو سن فکر ہندو روڑا کہ آخر تک گیا

میرے اندیشے فی اتنی دور پہنچا یا جو  
وادی وحشت فزا ایسا کہ دم گھٹنے لگا  
وہ صحبت وہ بہیمانک بن وشت ہر اس  
اس کی تھی امان پاؤں تل جاؤں کہیں  
کہتی تھی حسرت الہی کونسی نہ ل یہ ہے  
بہر طوفانے کانیں آئی صدای گیر و دار  
بیکسی تھلی دین تھو کوئی پہلو میں تھا  
وشت عبت کی آتی تھیں صدائیں ہولنا  
اس صد کو سکے حسرت اور بھی گہرا گری  
ظلمت ایسی تھی کہ اوس ادی میں جگہ نہ تھا

دل مرا گہر کے کہتا تھا کھان لایا جسے  
دن و نائے قافلہ امید کا لٹنے لگا  
خون میری دسے کہتا تھا ہی ہر دشت پاس  
دم مرا گہر کے کہتا تھا کل جاؤں کہیں  
سنل اول ہر قبر اور دوسری نہ ل یہ ہے  
جس طرف دیکھا او دہر سامان شہر آشکار  
میرا دل تھا میرے پہلو میں وقار میں تھا  
پیرے پیرے دل ہو جسے اور جگہ ہو چکا تھا  
یاس ڈائن بیکے اب کھلی کھجی کہا سنی  
وحشت ایسی تھی کہ اوس میں جگہ نہ تھا



راہ بہو دین اسنی گل میں انسان کیوں  
 غول بنکر سامی آیا جو وہم بید گل  
 سنہ واپس کو چنگل جاتا تھا اون کو کمانام  
 کہتا تھا دام و درم لیکے مقدیرین نصین  
 انتہا ہی ناخچ پتہ یا آکھو دل باقی ہیں  
 قتل سرست وادی لاکھوں بھائی باو تھی  
 کہتا تھا ای تو سہی سید واری یہ کریں  
 ہیں جو کہتا تھا فقط پہلے تظار استخان  
 استخان ایسے یماں ہر روز ہو تو تر تو ہیں  
 استخان میں پاس ہو جائیں گے پائینگے کیا  
 میں جو کہتا تھا کہ جو ہر سنج کیا اونیہیں  
 میں نے پوچھا کیا سول حسن کو بھی یہ قابل ہیں  
 گویا قہر ہو مگر دولت کہاں سے لائینگے  
 کمسنی میں بھی وہاں پہونچو تو پہر ہونا کر کیا  
 بنمت بدرستہ ساتھ ساتھ انکو جہاں جائینگے  
 اور اگر ان آفتونسی بھی خدا دی امان  
 سنبلیخ اکو دکھا نیکی جو انکی ترنگ  
 نہ بجا باندا میں اور وہ کپڑے نکاحیت  
 گوئی کوئی کوئی گل بھوسہ کوئی کوئی بال

قتل ہو تو دین اسنی واپس میں رمان کیوں  
 یاس کو پتہ میں کھلاؤ لگا سٹو کمال  
 خوف کو ماری لڑ جاتا تھا تن میرا تمام  
 شوکت و جاہ و شمشادے تقدیر میں ہیں  
 پندرہ یا بیس یا پچیس بس باقی ہوں  
 فاتح و مفتوح کی اکثر فضا فیاد تھے  
 کہتا تھا ای تو سہی خدنگ از سنی کریں  
 بسنے کے کہتا تھا کہ یہ دنیا ہے دار استخان  
 استخان جو پاس کر تو ہیں ٹرو تو ہیں  
 بہر انجین امید واری میں نہ دوڑا نیکی کیا  
 وہ یہ کہتا تھا کہ ہوں انکا اچھو نصیرین  
 مدعی بولا کہ اس کو شش سو کچھ چال نہیں  
 جمع چند سو اگر سوے تو سن پڑ جائینگے  
 ہو کے زار و ناتواں پہونچو تو پہر ہونا کر کیا  
 وانہ بھی ناکا سیال بی تو پہر کیا پائینگے  
 یہ سینکڑی ہاں فراط یہ ہیں نوجوان  
 اونہی کپڑے رنگ لائینگے طبیعت کی رنگ  
 آنکھ وٹھا کر دیکھو کوئی نہ کہہ سکتا ہے  
 بانکی بانکی دلی جنوں تھوڑی تھوڑی بوجال

دلبر کے فن میں جسکو کہیں بے مشاق ہے  
وہاں ترقی کی تباہی نہیں بخائیں سکاڑیوں

دلبرائی کے چلن میں شہرہ آفاق ہو  
علم نے اونکو سکھائی نہیں اور میں سکاڑیوں

دیکھنا قہر اور اونسے آنکھ لڑنا اور قہر  
اب زمانی میں ہی تو بانی پیدا ہیں  
گر کسی جلسے میں آکر سولہ شاری ہو گئے  
قہر ہو گا گر کسی کا فیر بدل آجائے گا  
کس بجلاؤ میں یہ ایمان دان غصہ جو جائیگا  
جاتے ہیں خوش خوش مگر ناشاد ہو کر آئیں گے  
دست دراز سے یا کھینچ جائی وہاں لہر بہا  
خود فراموشی میں یہ دلسہ پہلا دیئے تمہیں  
ترک انیسے سب بزرگوں کا چلن ہو جائیگا  
اور اگر مان کی دعاؤں نے کیا دلین اثر  
خود غرض ہو کر یہ آئے بھی تو انیسے کیا تمہیں  
نقد دل کا انکے یا ہو جاو کوئی شتہ سے  
مانیسے بکڑیوں با پسے ڈھین بہر اگر چہ چو جاو  
انکے اس کردار سے کچھ میں قیامت ہو تو ہو  
خط بہ خط جائیں وطن کی دواوریہ ہرگز نہ آئیں

اونسے اپنا قہر بہر ملکر کچھ ملنا اور قہر  
دلبری کی فن میں کتنا میں تم ہی اثر ہیں  
ایک ہی غمزدہ ہیں لکے واکینا رو ہو گئے  
پہر وہ آیا بھی یہاں تو نیم سہل آئے گا  
محو انکے دوسے سب علم ادب ہو جائیگا  
رشتہ مجنون غیبت فرما دہو کر آئیں گے  
راگ کا لہر انکا دوسے یا کہ اونکے دل میں  
خود دشین گداور تھا اپنی شادیں گتے ہیں  
لکھنے چوٹ جائیگا لہن دن وطن ہو جائیگا  
جذب لفت با پکایا انکو لایا کہ نہج کر  
سننے میں ہم اوسط پہنچا ہوا کہ یہ مہن  
یا کسی مہوش لچر دین مان انگشتی  
کیا تعجب کہ کہیں کی سنگیہ چوٹ جا  
باب ماں کو سار کتبہ کی دامت ہو تو ہو  
اور اگر آئیں تو اس سو فاکو ہر لہا میں

یہ انگریزی نظم موسومہ بداع لندن مصنفہ بختاوی خان صاحب بہادر میر شیر علی لاکے ایک

مصر پر تصدیق کیا گیا ہے جبکہ یہ کہ مصنف موسون بنا برائے اخلاق کرمانہ کے جہکو مصاف فرمائیں گے۔

اپنے بگاڑ نہیں چہ چاہو کہ لو وہ آدمی  
کوئی بول ہو کہ اسباب غم کچھ بھی نہیں  
تو تین تین چند و نین کچھ عرفی لال لال  
مان کچھ ہی مری کچھ ہی پیت نہ تھا  
ایک باجہ کچھ کچھ کچھ ہی جتنی نال نال  
بکس تین تین تین تین تین تین لال لال  
سب سب کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ  
لوگ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ  
ووستونے اب وہ راتوں کی ملاقاتیں نہیں  
گو کہ تو تیز بہ ظاہر تین مگر نفرت بھی ہے

اقربا سب کو پچھتی ہیں سب کہ کیا کیا لال لال  
مال نہ نہ کچھ بھی نہیں لال لال کچھ بھی نہیں  
اوکی لال لال لال لال لال لال لال لال  
او خولہ کچھ ہی کچھ ہی کچھ ہی کچھ ہی  
کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ  
ہنڈیو نہ نہ نہ نہ نہ نہ نہ نہ نہ نہ  
ای سب کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ  
مان مگر اتنا کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ  
وہ مزاج انکا نہیں کچھ کچھ کچھ کچھ  
ووستونے کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ

دل پہ یہی جہا گیا اک بار اندوہ و محن  
کچھ نہ سوچا یہی آنکھوں میں اندھیرا گیا  
آیہ لا لال لال لال لال لال لال لال  
محنتیں لال لال لال لال لال لال لال  
اب جناب کہ یہا میں التجا کرتے ہیں ہم

الغرض سن سننے اوس غول سیا باک  
مدعی فی ایسی باتیں کیں کہ دل تھرا گیا  
آرزو کو خون ناحق سی جو دل ڈر نہ لگا  
پھر کھانے کہ او مدد دیا بلکتا ہے تو  
سانسے دور ہو کا فو عاکر تو نہیں ہم

اسی مری مالک یہ بر خور دار بول و بارور  
جسکو وہ سمجھتی ہیں حکمت الہی حکمت سی بجا  
جام سہا سہا حقیقت سے نصیحتیں جہا  
یا الہی دوست لال لال لال لال لال  
انکی تصنیفات کا غل غلام سے تاروم جو

اسی مری مالک تو انکی محنتوں سے اثر  
یا خیر کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ  
خلق و ایمان شہادت سے نصیحتیں جہا  
یا خیر کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ  
انکی تالیفات کی نایاب جہا نہیں ہم



## نعمہ بہار

۱۳۰۳

یہ عمدتہ (جسکا تاریخی نام نعمہ بہار ہے نہایت آب و تاب سے نامی مشہور لکھنؤ کا اچھا کلام جسکا ہر مصرع نشتر اور ہر شعر تیغ و پیکر کرنا چاہیے) مندرج ہو کر اس صفحہ پر ہر ترقی یافتہ ہستی کی ہائیر سچ کو خلق ہوتا ہے۔ اسکی ادنیٰ غلی یہ کہ صاحبان اخبار شل آزاد لکھنؤ۔ واو وہ سچ لکھتے و آ رہ کرٹ و لطیف الاخبار کو کرسور و نصرت الاخبار و ملی و طوطی ہندیہ جیسے و بطور ادا عجا ازراہ پور۔ و اخبار چار و غنیہ مراد شمسہ و غیرہ وغیرہ نے بھی بالاتفاق تمام ہندوستان کے گلہ تون کے ترجیح دی ہے۔

قیمت عام سے معصہ امراد مغز عمدہ داران سے عمار شاہراؤ کان و راجگان و دایان ملک و گورنمنٹ سے معصہ مع حصول ڈاک۔ نمونہ کا پرچہ ۲۰ پیسے پر مل سکتا ہے۔  
انتخاب کیسٹ کے ذریعے سے انصافانہ ہوتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ اشعار درج ہوتے ہیں۔  
قرائنشی غزل (طرح ہونخواہ غیر طرح) آتی شعرا رنگی اجرت پر چھپ سکتی ہے۔  
اجرت اشتہار ایک مرتبہ کے لیے فی سطر ۲ مقرر ہے۔ ایک سال یا بیشتر ہی کے لیے اسے ایک خاص طور سے ملے ہو سکتا ہے۔ ہر قسم کی تحریر و منی آرڈر و غیر منشی سید محمدی حسن صاحب عقیل مالک نعمہ بہار لکھنؤ بازار راجہ کے نام ہو۔ بغیر رنگی قیمت کسی کو نہیں بھیجا جاتا ہے۔  
المشتر۔ سید ظہر الحسن لائق آفریدی نیچر نعمہ بہار

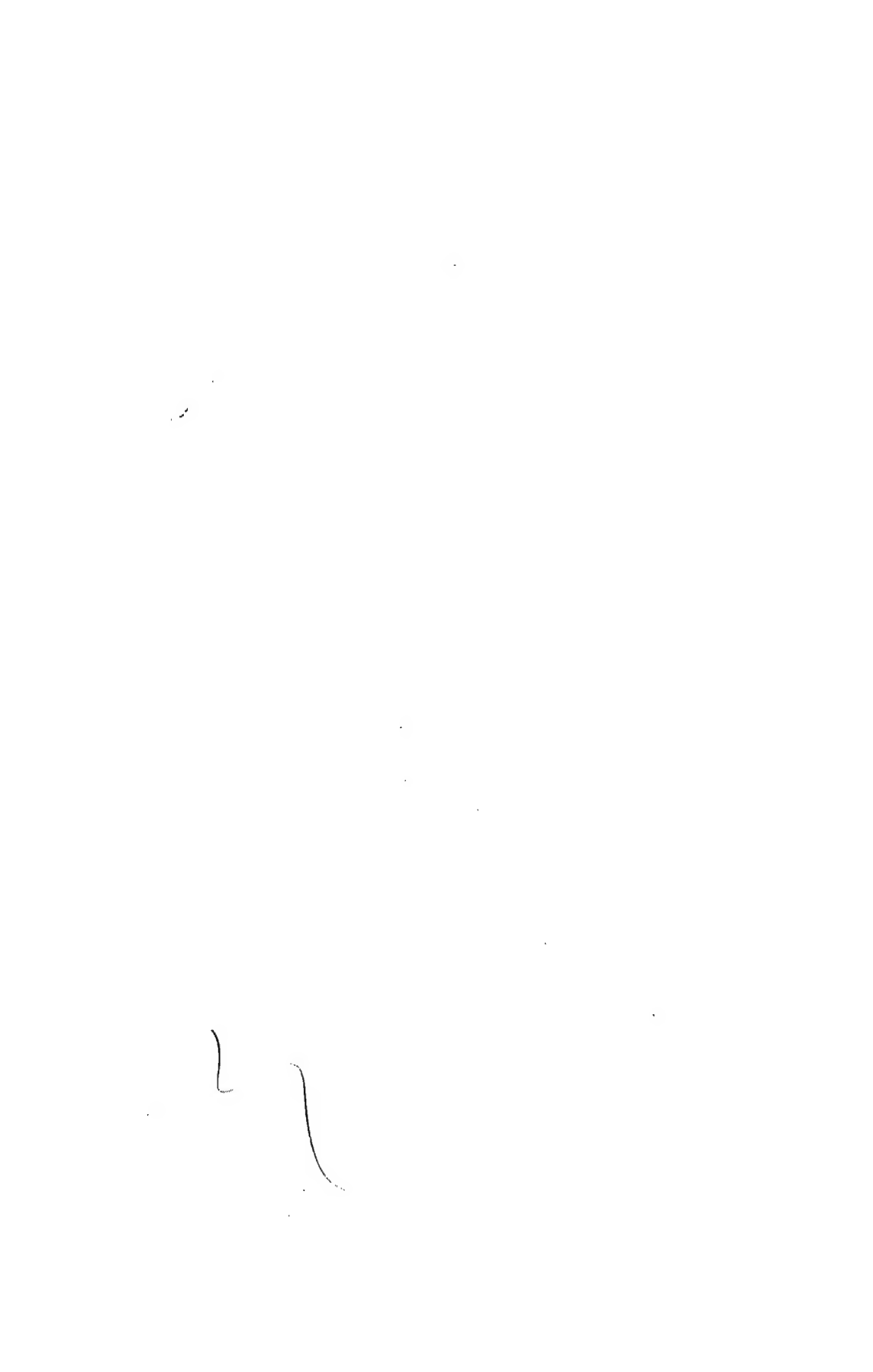
## ضروری اطلاع

نو بہار۔ اس رسالہ کا حق تصنیف میں نے منشی سید محمدی حسن صاحب عقیل مالک نعمہ بہار لکھنؤ کو معاف کیا ہے۔ کوئی صاحب بغیر اجازت منشی صاحب موصوف قصد طبع نغزائیں ورنہ عوض نفع نقصان اٹھائینگے۔

المشتر۔ محمد ہادی۔ مرزا مولف

اشراق و تصنیف بہار شاہ





U. S. DEPARTMENT OF AGRICULTURE

DATE  
DUE DATE

0111

2915 r' r'

ریحان پ

1915221

کتاب

1971

DATE \_\_\_\_\_

No.

DATE

No.

19